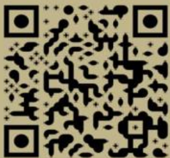
مسلمانو! سنِ ھجری اپناؤ

محرم

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ



www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

فقیراس مضمون کاآغاز جناب مولاناڈاکٹرعبدالفتاح صاحب بلوچ پنوعاقل سکھر(سندھ) کی نظم سے کرتا ہے۔

مسلمانوں سے میری التجا ہے		وہ سمجھیں دین کا عرفان کیا ہے
اگر سوچیں تو یہ عقدہ کھلا ہے		نصاریٰ نے ہمیں دھوکہ دیا ہے
ہمارا عیسوی سن سے تعلق		بجائے خود بھلا ہے یا بُرا ہے
مسلمانو بس اتنا سوچ لیتے		کہ تقلید نصاریٰ ابتلا ہے
اسیرانِ فریب مغربیت		میرے اشعار کا یہ مدعا ہے
سن ہجری ہماری آبرو ہے		سن ہجری ہمارا ارتقا ہے
سن ہجری کے احیاء کا تصور		ہمیں فاروق اعظم نے دیا ہے
سن ہجری فقط سن ہی نہیں ہے		ہماری عظمتوں کا رہنما ہے
سن ہجری سے ہوں گے متحد ہم		یہی ایک بہتری کا راستہ ہے
نہ سمجھا وقت کی قدروں کو ہم نے		ہماری عقل کا حافظ خدا ہے
سن ہجری ہماری زندگی ہے		سن ہجری سے ہی جہد بقا ہے
سن ہجری مروج کیجئے کہ		سن ہجری رہین مصطفیٰ ہے

(اپیل اُویسی غفرلہ۔فقیرڈاکٹرصاحب کی طرح عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ومحبانِ اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ خدارا سنِ ہجری کو اپناؤ مسلمانو)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

پیش لفظ

اہل اسلام کا مذہبی سنہ ہجری ہے جسے خلیفہ دوم سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جاری کیا مگر افسوس کہ آج ہم مسلمانوں نے اسے یکسر (بالکل ہی) نہ صرف بھلادیا ہے بلکہ عملاً مخالفت میں پیش پیش ہیں۔(اِلَّا قَلِیلاً مِنَّا)

حالانکہ ہجری سنہ ہمارا قطب نماز اور قدیم یادگار ہے۔ جس کا احیاء و اجراء اور فروغ اسلام کی بہترین خدمت ہے کیونکہ اس سے قوم میں تاریخ اسلام کے ساتھ لگاؤ، اسلاف کے ساتھ تعلق اور راہ خدا میں ہجرت و قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور رضائے خدا اور خدمت اسلام کے لئے مصائب (تکلیفوں) کا مقابلہ کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔ کاش! ہمیں اس مَتاعِ عزیز (عزیز دولت) کو برقرار رکھنے کی معمولی سی فکر دامن گیر ہوتی۔

(چونکہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا کئے گئے۔)

عوام سے خواص علماء و مشائخ تک عیسائیوں کے سنہ عیسوی کے نہ صرف دلدادہ ہیں بلکہ عملاً اس کی اشاعت و ترویج میں اتنا مُنہمِک (مصروف) ہیں کہ اگر کوئی بھول کر بجائے عیسوی کے سنہ ہجری لکھ دیتا ہے تو اسے دقیانوسی، مُلّاازم اور نامعلوم کن کن خطابات سے نوازتے ہیں حالانکہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ عیسائیوں میں عقیدہ کے مطابق مروجہ سنہ عیسوی آغاز معاذاللہ (نقل کفر کفر نباشد) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ہوتا ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ کسی بھی انگریزی تاریخی کتبہ کو آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو سن ء کے آگے آپ کو اے ڈی (AD) لکھا ہوا نظر آئے گا جو کہ (Anno Domini) کے مخفف کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس کا مطلب (In the year of Lord) ہے یعنی کے عیسائی ان کے اپنے عقیدے کے مطابق اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے گنتے ہیں۔

افسوس کا مقام ہے کہ ایسا ءکہ جس کے آغاز عیسائی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے شمار کیا جائے ہم مسلمانوں کے لئے کس طرح قابل استعمال ہو سکتا ہے جبکہ یہ نظریہ عقیدہ قرآنی کے سراسر منافی ہے البتہ مرزائی قادیانی اُمت کے لئے عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح روا ہو سکتا ہے۔

ایک غیور مسلمان کب گوارا کر سکتا ہے کہ وہ ایسے ءکو اپنائے جو قرآنی عقیدہ کے مخالف اور صراحۃً مخالف ہے۔ جس کا لکھنا اور اپنانا گناہ اور صریح جرم ہے پھر دوسری طرف غور فرمائیے کہ ہمارا ایک رفیع الشان ھ موجود ہے۔

علاوہ ازیں مسلمان محمدی ہو کر انگریز مسیح کے ءکو کیوں اپنانا گوارا کرتا ہے۔ جبکہ اسے معلوم ہے کہ انگریز ہمارے جان و ایمان کے دشمن ہے۔

اسی وجہ سے تو فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے قمری حساب رکھنے کو مسلمانوں کے ذمہ فرضِ کفایہ قرار دیا ہے۔ لٰہذا ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہم اسلامی تاریخ محمدی ہجری کی اہمیت کا احساس کریں۔ انگریز کی ذہنی غلامی سے آزاد ہوں اور انگریزی تواریخ و روایات کی ترویج کے بجائے اپنے دینی ملی شعائر و روایات کا احیاء و تحفظ اور ان کی نشر و اشاعت کریں۔

ــــــ ھ کی ترویج احیاء کا بہترین طریقہ: روزمرہ کی خط و کتابت کے ساتھ ساتھ ڈاک کے ٹکٹوں، کرنسی نوٹوں اور سکوں، شادی کارڈوں، سائن بورڈوں، اشتہاروں، اعلانوں، دفتروں و حوالہ جات اور دیگر صدہا اُمور میں صرف ھ ہجری کی مقدس و مطہر تاریخیں درج کریں۔ اس فراموش شدہ سنّت کو از سر نو زندہ کرکے دکھلا کر سو شہیدوں کا مرتبہ حاصل کریں۔

اگر بمجبوری انگریزی عیسوی تاریخ لکھنا ہو تو بھی اسلامی تاریخ وھ کو انگریزی تاریخ وء پر اولیت و فوقیت ہو۔ اہلِ خیر حضرات ہجری ھ کے کلینڈر کثیر تعداد میں چھپوا کر عوام میں مفت تقسیم کرائیں۔ اگر ہو سکے تو فقیر کے رسالہ ہذا کو زیادہ سے زیادہ شائع کر کے عوام تک پھیلایا جائے تاکہ ھ کی اہمیت معلوم ہو۔ عوام امراء و علماءِ کرام و مشائخ حضرات خصوصیت سے متوجہ ہوں۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۸ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ، یکم ستمبر ۱۹۶۹ء شب منگل بعد نمازِ عشاء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

امابعد! فقیر اُویسی مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ اسلام کے ہر مسئلہ کی ترویج میں عملی کاروائی پر زور دیں تاکہ اسلام کو تازگی نصیب ہو۔ ہر غیر مسلم کا اِنہماک (انتہائی مشغولیت) دیکھئے کہ وہ اپنے ہر مذہبی چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ کی ترویج میں تن دھن کی بازی لگا دیتے ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ اپنے ہی مسائل کو اپنے ہاتھوں سے دفن کر رہے ہیں اور پھر ہماری ہی شُوم بختی (بدنصیبی) سمجھئے کہ ان مسائل کو مٹا کر غیروں کے اطوار کو اپنانا اپنی ترقی سمجھتے ہیں مثلاً تاریخ نویسی یعنی سن وغیرہ خطوط و دیگر نجی ضروریات میں سن ہجری کے بجائے سن عیسوی لکھنے کو دیکھئے۔ فقیر نے یہ چند سطور باشعور مسلمانوں کے لئے لکھ دیئے ممکن ہے کسی بندۂ خدا کو اس طرف توجہ ہو جائے۔

سنین وشھور کی ابتدا: سنین و شہور ہفتوں اور دنوں کے رواج اور اس کے موجدوں (ایجاد کرنے والوں)، رائج کندوں (رائج کرنے والوں) کی صحیح تاریخ کا معلوم ہونا ایک نہایت دشوار ترین امر ہے لیکن قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تقسیم زمانی اور روز و ایام کا حساب ابتدائے عہد انسانی سے ہے خواہ اُس کی صورت و نوعیت کچھ ہی کیوں نہ ہو مختلف سنین و شہور اور ان کے جدا جدا ناموں کا وجود اس کی کافی دلیل ہے۔

اگرچہ تاریخ میں اکثر حالات و واقعات (ق۔م) کے اشاروں کے ساتھ بلا تعین شہور و سنین ملتے ہیں اور اس سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ابتدائے عہد انسانی میں سنین و شہور کا رواج نہیں تھا لیکن قرآن حکیم کا اعلان ہے کہ

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب۔

چاند کے تَغَیُّرات (تبدیلی) کو خالق کائنات نے اعداد و سنین اور حساب کے علم کا ذریعہ بنایا ہے۔ یہ تغیرات قمری ابتدائے آفرینش (پیدائش) عالم سے مسلسل وپَیہَم (لگاتار) جاری و ساری ہیں۔ اس لئے ہمیں سنین و شہور کے تعین و تقرر کو ابتدائے نوعِ انسانی ہی سے نہیں بلکہ ابتدائے آفرینش عالم کے ساتھ فطری طور پر ماننا پڑے گا۔ بہرحال یہ تقسیم زمانی حیاتِ انسانی کے ساتھ ساتھ ہے۔

اسلام فطری مذہب: دیگر اقوام کے سنین سے متعلق ہم اس وقت کوئی بحث نہ کریں گے البتہ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قمری حساب فطرت کے عین مطابق اور تمام اہلِ عالم کے لئے نہایت آسان اور سیدھا سادہ حساب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام جیسے دینِ فطرت نے اسی حساب کو اختیار کیا ہے۔ مسلمانوں کی بے حسی (احساس کی کمی) اور کم ہمتی پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے کہ ہماری اسلامی حکومت پاکستان میں ہی نہیں بلکہ آزاد، مستقل اور کامل خود مختار ممالک اسلامیہ میں بھی اسلامی شہور و سنین کا استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔ تمام محکموں، شعبوں اور دفتروں کے علاوہ کتابوں، رسالوں، جریدوں اور مکاتیب میں بھی سن مسیحی استعمال کیا جاتا ہے۔ جرائد و رسائل کے سالنامے (سال نامہ (سال بھر کا حال)) سن مسیحی کے آغاز ہی میں منائے جاتے ہیں۔ ہم اپنی ذاتی تقریبات کے دعوت نامے اور شادی کارڈ حتیٰ کہ مذہبی جلسوں اور تقریبوں کی تاریخیں بھی عیسوی سن کے حساب سے مقرر کرتے ہیں۔ اسلامی سال کے آغاز پر شاید ہی کوئی اخبار یا رسالہ چھپتا ہو؟

اسلامی خصوصیات سے ہماری دوری و بیگانگی اس حد تَغافُل (غفلت) تک ہی نہیں ہے بلکہ بعض جدت یا بدعت پسند حضرات سن انگریزی کی اشاعت ترویج کے لئے نجی کوششوں سے سن ہجری نبوی کو مسلمانوں کے لوحِ دل سے بھی محو کرنا چاہتے ہیں۔ انگریز تو ہے ہی دشمن یہودیوں کی دشمنی اس سے بڑھ کر ہے۔ اگر ہم عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم اور محبانِ اسلام ہو کر عملی طور پر اسے نہ اپنائیں تو ہم میں اور دشمنانِ اسلام میں فرق کیا رہا۔

ازالہ وہم: ہمیں اس سے اختلاف نہیں کہ حکومت ہائے اسلامیہ کے اُن خاص اور بین الاقوامی معاملات کے کاغذات، رجسٹرز، حسابات وغیرہ میں انگریزی تاریخ اور ماہ و سال استعمال کئے جائیں جن کا تعلق غیر اسلامی حکومتوں سے ہے۔ لیکن حکومت اور پبلک کے اپنے مخصوص اداروں نیز تقریبات و تعطیلات، مکتوبات، اطلاعات، تصنیفات و تالیفات، جرائد و رسائل اور جنتریوں میں لازمی طور پر اسلامی سال و ماہ اور تاریخوں کا استعمال کیا جائے کہ ہماری قومی و مذہبی خصوصیت اور امتیازی شان نمایاں ہو کر ہمیں تمام شعائرِ اسلام کی پابندی کی طرف مائل کر سکے۔

ہجری کی اہمیت وفضیلت: اگرچہ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے زمانہ ہی میں اسلامی تاریخ کی ابتدا ہو گئی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم ہی نے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر تاریخ و سنہ مقرر کرنے کا حکم فرمایا تھا لیکن صحیح و محقق یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے کئی سال بعد تک کوئی اسلامی تاریخ نہ تھی۔ وصال شریف کے چھ سال بعد جب

اسلامی مملکت کے حدود بہت وسیع ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں بعض واقعات ایسے پیش آئے جنہوں نے اس برگزیدہ خلیفہ اسلام کو تاریخ مقرر کرنے کی طرف متوجہ کیا۔

(۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوبہ دار یمن نے لکھا کہ دربارِ خلافت سے جو احکام و خطوط موصول ہوتے ہیں۔ان سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کب کے لکھے ہوئے ہیں (اس سے بڑی دقت کا سامنا ہوتا ہے)

(۲) مدینہ سے ایک شخص یمن وغیرہ کی سیاحت کو گیا اور وہاں ماہ و سال کے عام رواج کو دیکھ کر مدینہ واپس آکر بیان کیا کہ اہلِ یمن اپنی تحریروں میں ماہ فلاں اور سنہ فلاں لکھتے ہیں۔

(۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں شعبان کے مہینے میں ایک دستاویز پیش ہوئی جس کی میعاد بھی ماہ شعبان ہی تھی۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا معلوم نہیں گذشتہ شعبان مراد ہے یا موجودہ یا آئندہ۔غرض ان اسباب اور مشکلات کو محسوس فرما کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنہ قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی جمہوری اُصول کے پیش نظر عَامَّۃُ المُسلِمِین (تمام مسلمان) اور ممتاز صحابہ کرام کو جمع کرکے مشورہ کیا کون سے واقعے اور کس سن سے اسلامی تاریخ کی ابتدا کی جائے۔

چونکہ اس وقت حاضرین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقطہ خیال تک نہیں پہنچے تھے۔اس لئے دیگر ممالک کے سن مروجہ کو پیش کرتے ہوئے بعض نے اہلِ روم کا سن اختیار کرنے کی رائے دی جو ذوالقرنین کی تاریخ فتح سے شمار کیا جاتا ہے اور اکثر نے ایرانیوں کی تقلید کا مشورہ دیا۔مگر پہلی تجویز پر یہ نقص ظاہر کیا گیا کہ یہ سن بہت بَعید (دور) زمانہ کا ہے اس لئے مناسب نہیں اور دوسری تجویز کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا گیا کہ ایرانیوں کا سن اختیار کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ یہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے یعنی ہر نئے بادشاہ کی تخت نشینی سے نیا سال (نیا جلوس) جاری اور پہلا سن مَتْرُوک (ترک کردہ) ہو جاتا ہے۔

اب چونکہ حاضرین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلیٰ خیال کو سمجھ گئے تھے۔اُنہوں نے اسلامی واقعات کو پیش نظر رکھ کر رائے دینی شروع کی۔ اگرچہ اسلام کے اور بھی ایسے اہم واقعات تھے جن سے تاریخ و سن کی ابتدا کی جاسکتی تھی لیکن چار واقعے ایسے عظیم الشان موجود تھے جن کے مقابلہ میں کسی دوسرے واقعہ کو وَقعت (عزت) دینا انصاف سے بعید تھا۔وہ چار واقعات یہ ہیں۔

(۱) ولادت باسعادت۔حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت

(۲) بعثت مبارکہ۔نبوت و رسالت کا ظہور

(۳) ہجرت طیبہ۔بامر خداوندی مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت

(۴) وفات شریف۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا بظاہر اس عالم سے وصال

انہیں چاروں میں سے کسی واقعہ کی نسبت میں اپنے اذہان سے کوئی فضیلت اور وجہ ترجیح سمجھ کر حاضرین نے مختلف رائیں پیش کیں۔

بعض بزرگوں نے کہاسب سے افضل اور عظیم الشان واقعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت ہے۔اس مبارک دن سے گویا دین اسلام عالم وجود میں آیاہے لہٰذااسی مبارک دن سے اسلامی تاریخ کی ابتدا کی جائے۔

دوسرے بزرگوں نے کہااس متبرک دن کی فضیلت مسلم ہے لیکن اسلام کی اصل و حقیقی ابتدااس یوم مسعود سے ہوئی ہے جس روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ظاہری طورپر منصب رسالت ونبوت سے سرفراز کئے گئے ہیں۔

چند حضرات نے کہا کہ یہ ایام اگرچہ نہایت بابرکت اور افضل ہیں لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے قیامت خیز اور دلوں کو ہلا دینے والے اور پھر کبھی نہ ہونے والے واقعے کی مانند اسلام میں کوئی واقعہ نہیں ہے۔اس سے اسلامی سن کا آغاز ہوناچاہیے لیکن چونکہ ایک نہایت صدمہ خیز اور حسرت انگیز یادگار تھی اس پر بھی اتفاق نہ ہوا۔

آخر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشرکوں کی بستی کو چھوڑاہے اور جس دن کی برکت وعظمت نے اسلام کی قوت میں ایک حیرت انگیز ترقی پیدا کردی ہے اوراس سے گویااسلام کی زندگی کاایک نیادور شروع ہوگاوہی دن اس کا مستحق ہے کہ اسلامی سنہ کی ابتدااس سے کی جائے۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس رائے عالی سے دوسرے جلیل القدر صحابہ کرام نے بھی اتفاق فرمایا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خود بھی یہی رائے تھی بالآخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ صادر فرمادیا کہ بے شک اسی واقعہ سے اسلامی سنہ موسوم اور شروع کیاجائے۔اس مبارک زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فیض قربت نے سینوں کو آئینہ بنادیا تھا،رنجش وکدورت کانام ونشان نہ تھا،جذبہ تَفَوُّق (بڑائی) کے ماتحت کسی کو اپنی رائے پرنہ اصرار تھانہ ضد۔چنانچہ دوسرے صحابہ اور تمام مسلمانوں نے بھی اس رائے کی خوبی کو تسلیم کر لیااور نہایت اتفاق واتحاداور بڑی مسرت کے ساتھ یہ قیامت تک جاری رہنے والا سن مقرر ہو کر جاری ہوا۔

یہ مسئلہ حل ہو جانے کے بعد اس امر پر گفتگو ہوئی کہ کس مہینے سے حساب شروع ہو۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے چونکہ ماہ ربیع الاوّل سے ہجرت فرمائی تھی اس لئے اُسی سے آغاز ہوناظاہر تھامگر بعض صحابہ نے رجب کے متبرک و معظم مہینے کو پسند کیاجو أَشْهُرِ الْحُرُمِ میں داخل ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض صحابہ نے فرمایاکہ محرم الحرام اشہر حرم میں داخل اور شرعاً بھی نہایت معظم ہے۔حج کرنے والے حج سے فارغ ہوکراسی مہینہ میں واپس آتے اوراپنی زندگی کی ایک نئی حالت کی ابتدا کرتے ہیں۔اسی سے سن ہجری کاآغاز کرناچاہیے۔

اس رائے کوحضرت عمراور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے بالاتفاق پسند فرمایااور محرم ہی سے سن ہجری کی ابتدا قرار دی گئی۔

اگرچہ بظاہر معلوم ہوتاہے کہ ہجرت کے دوماہ پیشتر سے حساب لگایا گیاہے لیکن غور کرنے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نُکتہ رَس (تیز فہم) اور صائب رائے پرقربان ہونے کوجی چاہتاہے۔ان خاصانِ خدانے فی الحقیقت ہجرت کااصلی اور واقعی مہینہ لے لیاہے کیونکہ ذی الحجہ میں بیعت عقبہ ہوئی تھی (جس میں اہل مدینہ نے تشریف آوری کی التجااور خدمت وجاںثاری کا وعدہ واثق کیا تھا) اوراس کے بعد ہی حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت کاارادہ اور تَہَیَّہ (تیاری وانتظام) فرما

لیا تھااور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یارِ غار نے اُونٹنیاں بھی خرید کر تیار رکھی تھیں اور ارادہ کرنے کے بعد سب سے پہلا مہینہ محرم الحرام ہی کا شروع ہوا تھا۔(گو بعض وجوہ سے دو مہینے تک ارادہ پورا نہ ہو سکا)

بہر حال سن ہجری ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عطا کردہ تحفہ ہے۔مسلمان سوچیں کہ ہم کیسے محبوب تحفہ سے بے پرواہی کر رہے ہیں۔کل قیامت میں تحفہ دینے والے محبوبوں کو کیا منہ دکھائیں گے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

مسلمان کا تعلق کس سے؟: مسلمان کا مقصد وحید صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور بس پھر اس کے بعد نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات سے کہ مسلمان کو ربِ رحمٰن سے ملانے والے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے پاس ان کی رہبری کے لئے اپنی سچی کتاب بھیجی یعنی قرآن مجید تاکہ وہ اس سے وابستہ ہو کر اپنے مالک حقیقی سے واصل ہو۔اس کتاب برحق یعنی قرآن مجید میں اپنی ہدایات وغیرہ کی تاریخیں اسلامی مہینوں سے منسلک فرمائی۔ بعض کا صاف نام لے کر بعض کے اسماء اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعے۔اب افسوس ہے اس نادانی پر کہ اس کا مالک تو اسے اسلامی مہینوں سے اس کی رہبری فرماتا ہے لیکن وہ اس کے دشمن انگریز کا کاسَہ لیس(چاپلوس)بن گیا ہے۔احکامِ الٰہی بذریعہ اسلامی تاریخوں کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

چند نمونے:قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ(پارہ۱۰، سورۃالتوبۃ، اٰیت۳۶)

ترجمہ:بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں۔

اور فرمایا:شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ(پارہ۲، سورۃالبقرۃ، اٰیت۱۸۵)

ترجمہ:رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔

اور فرمایا:فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ(پارہ۲، سورۃالبقرۃ، اٰیت ۱۸۵)

ترجمہ:تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔

اور فرمایا:اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ(پارہ۲، سورۃالبقرۃ، اٰیت۱۹۴)

ترجمہ:ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام ہے۔

اور فرمایا:اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ(پارہ۲، سورۃالبقرۃ، اٰیت۱۹۷)

ترجمہ:حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے۔

اور فرمایا:لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ(پارہ۲، سورۃالبقرۃ، اٰیت۲۲۶)

ترجمہ: اور وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔

اور فرمایا: وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (پارہ ۲، سورۃالبقرۃ، اٰیت ۲۳۴)

ترجمہ: اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔

فائدہ: ان تمام آیاتِ مذکورہ سے واضح ہوا کہ رب تعالیٰ نے سال کے بارہ ماہ بنائے ہیں۔ ان میں سے بعض مہینوں کا تَشَخُّص (تخصیت، علیحدگی) بعض عبادات یا بعض اُمور کے لئے فرمایا ہے مثلاً رمضان کے روزے فرض کئے اس میں لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک ہی بار قرآن کا نزول ہوا۔ جس شخص نے اپنی زندگی میں رمضان کو پایا اس پر روزہ فرض بتایا یعنی اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے اور فرمایا حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں ان میں ہی حج کیا جاتا ہے ان کے گزرنے سے حج کا وقت گزر گیا اور فرمایا جو لوگ اپنی عورتوں سے اِیلاء کرتے ہیں یعنی وہ ان کے نزدیک نہ جانے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں۔ اس قسم کے توڑنے اور کفارہ ادا کرنے کی اور عورت کے نزدیک جانے کی مدت صرف چار مہینے ہے اس کے بعد وہ اس سے بائنہ[1] ہو جائے گی۔ اگر شوہر فوت ہو جائے اس کے پیچھے اس کی بیوی زندہ ہو تو وہ چار ماہ دس دن انتظار کرے اس کے بعد اگر نکاح کرنا چاہے تو وہ مختار ہے۔

دعوتِ غور فکر: اس سے صرف اسلام کا شیدائی غور فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کیسے احسن طریق سے سمجھایا کہ اے مسلمان تیری زندگی کے تمام اُمور کا تعلق قمری یعنی عربی مہینوں سے ہے ہندی یا انگریزی سے نہیں۔ مثلاً روزہ کی فرضیت رمضان کے مہینہ پر مبنی ہے اور حج کی فرضیت ذوالحج پر۔ اگرچہ یہ مہینے انگریزی کی یا دیسی مہینوں میں سے کسی مہینہ میں آجائیں۔ کئی اسلامی وَقائع (واقعات) بھی انہیں مہینوں کی طرف منسوب ہیں مثلاً یوم عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ربیع الاول میں، حضرت غوثِ اعظم جیلانی کا سالانہ عرس ربیع الثانی میں، معراج شریف رجب میں، شب برأت شعبان میں، لیلۃ القدر رمضان میں ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس کے مہینے کو یاد کریں اور اپنے بچوں کو بھی ان مہینوں کی تعلیم دیں اور جو خواص و عبادات ان مہینوں سے وابستہ ہیں وہ ان کے ذہن نشین کرائیں لیکن افسوس کہ بچے تو کہیں رہے عُمرَ سیدَہ (بوڑھے) لوگوں کو بھی عربی مہینوں کے نام نہیں آتے۔ دیہات میں دیہاتی لوگوں کو ہندی مہینے اَزبَر (زبانی یاد) ہیں مگر عربی مہینوں کو نہیں جانتے یہاں تک کہ اگر کہا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو رجب کے مہینے میں معراج ہوئی تو پوچھتے ہیں رجب کس مہینے کا نام ہے۔

فَاِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ

بے خبر مسلمان ہوشیار: فقیر ایک سال عید الفطر کے دن مدینہ پاک سے انگلینڈ گیا تو وہاں مسلمان مرجھائے ہوئے محسوس ہوئے معلوم کرنے پر بتایا کہ عیسائی، یہودی و دیگر غیر مسلم طعنہ دیتے ہیں کہ تمہاری عید چاند کی محتاج اور چاند رُویَت (روشنی، چمک دمک) کا محتاج ہے اور تمہاری رؤیت تمہارے بس میں نہیں فلہذا ہمارا نظام شمسی ہی بہتر ہے کہ اسے اپنا لیا جائے تو کسی قسم کا جھگڑا نہ ہو اور تہوار بھی خوشگوار۔

[1] (فقہ) طلاق بائن کے طور پر زوجیت سے خارج ہو جانا۔

اس کا جواب جو فقیر نے عرض کیا وہ بعد کو لکھوں گا۔ پہلے مندرجہ ذیل مضمون ایک رسالہ سے نقل کروں تا کہ طعنہ بازوں کے ہوش ٹھکانے لگیں۔

(۱) سن ہجری خالص قمری ہے۔ قمری ہجری سال ۳۵۴ دن سے کم اور ۳۵۵ دن سے زیادہ کا نہیں ہوتا یہ سنہ جولین پریڈ کے ۱۹۴۸۴۳۹ دن گزرنے کے بعد شروع ہوا ہے۔

(۲) اہل ہئیت نے سنین قمری کو دورِ صغیر و کبیر پر تقسیم کیا ہے۔ 3 سال قمری دورِ صغیر اور سات دورِ صغیر یعنی دو سو دس (210) سال قمری کا دورِ کبیر ہوتا ہے۔ (سن ہجری کا پہلا دور کبیر ۵۱ ہجری کو ختم ہوتا ہے۔ اس میں دس سال عہد نبوت کے ہیں باقی دو سو سال وہ ہیں جو حدیث الآیات بعد المائتین کے ہیں) دورِ صغیر ۳۰ سال میں سے ۱۹ سال ۳۵۴ دن کے ہوتے ہیں اور ایّام کی تعداد کے لحاظ سے ہر دورِ صغیر ۱۰۶۳۱ دن کا اور دورِ کبیر ۷۴۴۱۷ دن کا ہوتا ہے۔

(۳) ہر دورِ صغیر دوسرے دورِ صغیر کے ساتھ یہ مماثلت (مشابہت) رکھتا ہے کہ جس ترتیب کے ساتھ پہلے دورِ صغیر میں قمری مہینے ۲۹، ۲۹ یا ۳۰، ۳۰ دن کے آئیں گے اور پچھلے دورِ صغیر کے تمام سال اور مہینے اپنے سے پہلے دور کے برسوں اور مہینوں سے بالترتیب پانچ دن بعد شروع ہوا کرتے ہیں۔

(۴) دورِ کبیر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے سے پہلے دور کے برسوں اور مہینوں کے مطابق ہوتا ہے یعنی برسوں اور مہینوں کے شروع ہونے کے دن اور ان کے دنوں کی تعداد بالترتیب بالکل وہی ہوتی ہے جو ماسبق دور میں تھی۔

(۵) نقشہ مندرجہ ذیل میں سنہ ہجری سے ۱۴۰۷ ہجری تک سالہائے ہجری کے شروع ہونے کا دن روایت عرب کے مطابق درج کیا گیا ہے اور ۳۵۵ دن کے برسوں کو خطوط وحدانی میں دکھایا گیا ہے۔

نقشہ

تعداد ایام عیسوی از یکم جنوری دوشنبہ...............جدول تعداد ایام سالہائے ہجری

تعداد ایام عیسوی از یکم جنوری دوشنبہ	سالہائے ہجری	تعداد ایام	میزان افزوں ایام
227014	1	10	354
227068	(2)	355	709
227723	3	354	1063
228077	4	354	1417
228431	(5)	355	1772
228786	6	354	2126
229142	7	354	2480
229495	(8)	355	2835

3189	354	9	229850
3543	354	10	230204
3898	355	(11)	230558
4252	354	12	230913
4607	355	(13)	231267
4961	354	14	231622
5315	354	15	231976
5670	355	(16)	232330
6024	354	17	232330
6378	354	18	233039
6733	355	(19)	233393
7087	354	20	233748
7442	355	(21)	234102
7796	354	22	234457
8150	354	23	234811
8505	355	(24)	231565
8859	354	25	235520
9313	354	26	235874
9568	355	27	236228
9922	354	28	------
10272	354	29	------
10631	355	30	------

تعداد سالہائے قمری	تعداد ایام	تعداد سالہائے قمری	تعداد ایام
30	10631	420	148834
60	21212	630	223251
90	31893	840	297668
120	42524	1050	372085
150	53155	1260	446502
180	63786	1470	520919
210	74417	-----	-----

غرہ سنہ ہجری کے دریافت کرنے کا درست طریقہ:(٦)نقشہ مندرجہ بالا سے کسی سال ہجری کے شروع ہونے کا دن معلوم کرنے کے لئے اس سال کو 21پر تقسیم کریں تقسیم کے بعد جس قدر سال باقی رہیں ان کو سالہائے ہجری کے خانے میں دیکھیں(جو کہ ذیل میں ہے)خانہ(الف) کی سیدھ میں خانہ(ب) کے ہندسہ کے نیچے جو دن لکھا ہوا ملے گا اسی دن سے وہ سال ہجری شروع ہوگا۔ان میں سے خانہ(ب) کے زیادہ سے زیادہ سال جو کم ہو سکتے ہوں ان کے نیچے اوران برسوں کے کم ہونے کے بعد جس قدر سال باقی رہتے ہوں ان کے مقابل ہی ہیں۔

سالہائے ہجری(الف)						دورہائے 30سالہ(ب)						
سالہائے ہجری						30	60	90	120	150	180	210
1	-	9	17	25	یہ جدول جنتری کے مطابق ہے	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ
(2)	-	10	18	26		جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ
-	-	11	19	27		سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	پنجشنبہ
-	4	12	20	28		شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ
-	(5)	(13)	(21)	29		پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	شنبہ
-	6	14	22	-		دوشنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ
-	7	15	23	-		شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ
3	(8)	(16)	(24)	(30)		چہارشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ

(۷)سنن ہجری وعیسوی کی تواریخ شہور کی مطابقت کے لئے ذیل میں جدول تعداد ایّام سال ہائے ہجری درج کی جاتی ہے۔جب کسی سال ہجری کا غرہ اوراس کے مطابق عیسوی تاریخ ماہ وسنہ معلوم کرنا ہو تو جس قدر پورے سال ہجری گزر چکے ہیں۔ان ہجری سالوں کے دن جدول تعداد ایّام سال ہائے ہجری سے معلوم

کر کے ان میں ۲۲۷۰۱۵ دن جمع کریں۔ مجموعہ ایّام کے برابر دنوں کا شمار کر کے یکم جنوری ۱ عیسوی یوم دوشنبہ سے بہ حساب جدید شمار کریں جیسا کہ سن عیسوی جدید کے ضمن میں بیان کیا جاتا ہے۔ جس سال کے مہینے تاریخ عیسوی پر اس دن ختم ہوں اسی تاریخ عیسوی کو مطلوب ہجری کا یکم محرم ہوگا۔

(۸) اسلام میں سنہ ہجری کا استعمال بعہدِ خلاف حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاری ہوا۔ یوم الخمیس ۳۰ جمادی الثانی ۱۷ھ ۱۲/۹ جولائی ۶۳۸ء حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے سنہ کا شمار واقعہ ہجرت نبوت سے کیا گیا اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین کے مشورے سے محرم کو اولین شہور مقرر کیا گیا۔

(۹) سنہ ہجری میں ایک عجیب فضیلت پائی جاتی ہے کہ وہ شروع سے حال تک اپنی صوت مجوّزّہ (مقررہ) پر آتا ہے جو دنیا کے مروجہ سنین میں غالباً کسی سنہ میں نہیں پائی جاتی۔

دوسری خصوصیت اس کی یہ ہے کہ بہ لحاظ تداوُل (رواج) واستعمال بھی سنہ ہجری دنیا کے اکثر مروجہ سنین سے قدیم سنہ ہے اگرچہ وہ اپنے اعداد کے لحاظ سے سنہ ہجری سے زیادہ پُرانے معلوم ہوتے ہیں مثلاً یکم محرم سنہ ایک ہجری ۱۶ جولائی ۵۳۳۵ جولین کے مطابق

(الف) جولین پیریڈ کا سن بظاہر سنہ ہجری سے ۵۳۳۴ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ سنہ ہجری سے ۹۸۹ سال بعد ۱۵۸۲ عیسوی میں وضع ہوا۔

(ب) سنہ عبرانی کے مطابق یکم محرم سنہ ہجری کے دن ۳۔ آب ۴۳۸۲ عبری تھا۔ اس لئے بظاہر سنہ عبرانی سنہ ہجری سے ۴۳۸۱ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر دراصل یہ ۱۵۸۲ء میں وضع ہوا۔ (ملاحظہ ہو انسائیکلو پیڈیا آف برطانیکا)

(ج) سنہ سکندری کل جگ سنہ ہجری سے ۳۷۲۳ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر یورپین مؤرخین اور ہئیت دان تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سن چوتھی صدی عیسوی میں وضع کیا گیا تھا یعنی اپنے حساب سے ۳۴ صدیاں گزرنے کے بعد اس کا نام عالم وجود میں لایا گیا۔

(د) سنہ سکندری سنہ ہجری سے ۹۳۲ سال پہلے کا ہے مگر اپنی موجود ہئیت میں نَوزائیدَہ (حالیہ، تازہ) ہے کیونکہ یہ شروع میں کئی صدیوں تک قمری مہینوں پر چلتا رہا ہے اور اب اسے شمسی مہینوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(ھ) سمت بروشٹہ کے مطابق یکم محرم ۱ھ کے دن ۲۶ ساون سمت ۶۷۹ تھا۔ اس لئے بظاہر سمت بروشٹہ سنہ ہجری سے ۶۷۸ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر ہندو اور یورپین محققین کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ سمت ۷۹۸ بروشٹہ سب سے پہلے سال ہے جس کو سمت بروشٹہ کا نام دیا گیا ہے۔ چونکہ یم بہار (طرہ اول) سمت ۷۸۹ بروشٹہ ۲۳ جمادی اول ۲۲۶ ہجری کے مطابق ہے۔ اس حساب سمت بروشٹہ سنہ ہجری سے ۲۲۵ سال بعد شروع ہوتا ہے۔

(و) تاریخی طور پر سنہ سب سے پہلی دفعہ ۷۴۸ء بمطابق ۱۳۰ ہجری میں لکھا گیا۔ (ملاحظہ کلاسیکل ڈکشنری، جی چمرانز)

(ز) عیسوی قدیم انگلستان میں ۲ ستمبر ۱۷۳۵ء یوم چہار شنبہ مطابق ۳ ذی قعدہ ۱۱۶۵ ہجری تک جاری رہا۔ ۴ ذی قعدہ ۱۱۶۵ ہجری یوم پنجشنبہ کو حسابِ جدید کے مطابق ۱۴ ستمبر ۱۷۵۲ء کو لکھا گیا۔

اسلام نے سال کا شمار قمری حساب پر رکھا ہے اور اس حساب قمری حساب کے برابر کرنے کے لئے کوئی لوند (کبیسہ) کا مہینہ اختیار نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اسلام دین فطرت ہے اس لئے ضروری تھا کہ شارع علیہ السلام اس نہج حساب کو پسند فرماتے جو فطرت کے اُصول پر مبنی بر مصلحت دین ہے۔ اسلام کی اعلیٰ خصوصیات مساوات بھی ہے اور ایک خصوصیت اس کی ہمہ گیر بھی ہے۔ اسلام نے ان خصائص کی حصانت وحمایت میں یہ پسند فرمایا کہ اسلامی مہینے ادلتے بدلتے موسم میں آیا کریں اور لون وغیرہ کے اضافے سے اس صفت تقلب ایام کا سدباب نہ کیا جائے۔ ذرا اسلام کے رکن چہارم ماہ رمضان پر غور کرو کہ اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ماہ صیام کے لئے شمسی مہینہ مقرر فرمادیتے یا قمری حساب میں لوند (کبیسہ) لگانا منظور فرمالیتے تو نتیجہ کیا ہوتا۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقرر کردہ مہینہ خواہ گرم موسم کا ہو یا سرد موسم کا مگر لابُدی (ضروری) حالت یہ ہوتی کہ نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ آسانی میں اور نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ تنگی و سختی میں پڑ جاتے۔ کیونکہ علم جغرافیہ کے ایک طالب علم سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ دسمبر جو نصف شمالی دنیا کا سرد اور سب سے چھوٹے دن کا مہینہ ہے وہ نصف دنیا کا گرم اور طویل دن کا مہینہ ہے۔ پس اسلام کی مساوات جہاں گیری کا اقتضاء ہی یہ تھا کہ اسلامی سن قمری حساب پر ہوتا اور کی حرکات کو انسانی اختراع لوند وغیرہ کو شمولیت سے کالعدم نہ کردیا جاتا۔

نظامِ اسلام: نہ صرف چاند بلکہ اسلام نے انسان کے ہر شعبہ کو آسانی عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (پارہ۲، سورۃالبقرۃ، اٰیت۱۸۵)

ترجمہ: اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

اس قاعدہ پر چاند کے متعلق بھی آسانی مدنظر ہے۔ اس لئے نظام شمسی کے لئے گنتی کی محتاجی ہے اس سے انسان دوسرے کا محتاج ہوتا ہے کہ جسے گنتی سے لگاؤ ہے وہی تاریخ بتائے تو کام بنے اور چاند گنتی کا محتاج نہیں۔ ہر چھوٹا بڑا، پڑھا لکھا ان پڑھ اپنے کام کا خود کفیل ہے۔ دوسرے کسی کا محتاج نہیں لیکن جب وہ ان اُمور کی طرف توجہ ہی نہ دے تو اسے کون سمجھائے۔ اسی لئے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہر نئے چاند کو دیکھنے کا حکم فرمایا۔ جن مہینوں کا تہواروں (عیدین وغیرہ) کا تعلق ہے اس کے لئے واجب قرار دیا لیکن مسلمان خود ہی اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام کا پابند نہ ہو تو اسے کون پوچھے لیکن یہ رؤیت بھی شرعی اُمور سے متعلق ہے ورنہ اگر حساب دانی پر اُمور کو منسلک کیا جائے تو قمری حساب شمسی حساب سے آسان تر ہے۔ اس لئے علمائے اسلام نے کئی طریقے تیار فرمائے ہیں چند طریقے فقیر عرض کرتا ہے لیکن مسلمانوں کو اپنے اُمور سے لگاؤ نہیں اور انگریز نے چالاکی سے اپنے اُمور کو بالادستی تک پہنچادیا۔ مسلمان ذہنی طور پر اس کا غلام ہے اسلام سے بے بہرگی پر توجہ نہیں دیتا۔ اسی لئے سمجھتا ہے کہ اسلام میں دشواری ہے اگر آج ہمیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا سربراہ مل جائے پھر ہم انسان کی زندگی کے ہر شعبہ کو سورج سے زیادہ روشن فوقیت دکھادینگے۔

ہر ماہ کے عربی مہینوں کی پہلی تاریخ معلوم کرنے کا طریقہ

جس مہینہ کی پہلی تاریخ معلوم کرنا ہے اس کے سنہ کو ۸ پر تقسیم کریں جو کچھ بچے دائیں طرف سے اس کو لیں اور جس مہینہ کی تاریخ مطلوب ہے اس کو اُوپر سے جس خانے میں دونوں آکر ملیں اُس میں جو دن لکھا ہے اسی دن غُرّہ (مہینے کی پہلی تاریخ) ہے اور اسی دن آٹھ پندرہ اور اکیس ۹۲ ہونگے اور اسی حساب سے بقیہ

تواریخ کے ایّام بھی معلوم ہو جائیں گے۔ مثلاً دیکھنا ہے کہ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ کی یکم کس دن ہو گی تو ۱۳۳۷ کو ۸ پر تقسیم کیا گو ایک بچا اس کو دائیں طرف سے لے کر رمضان شریف کے نیچے دیکھا شنبہ ملا معلوم ہوا کہ روزِ شنبہ کو غرہ رمضان ہو گا مثلاً ۱۳۳۷ تقسیم ۸ جواب ۱۶۷ اور باقی ایک بچا۔ دوسری مثال ۱۳۳۷ کے شوال کا غرہ۔ شوال کو نیچے دوشنبہ ملا معلوم ہوا کہ دوشنبہ کو غرہ ہو گا۔

انتباہ: یہ بلحاظ قواعد معلوم کرنے کا طریقہ ہے اس قاعدہ کا اثر احکام شرعیہ پر نہیں شریعت مطہرہ میں رویئت ہلال پر ہی مدار ہے۔

عدد	ربیع الاخر	جمادی الاولیٰ	محرم	جمادی الاخر	صفر	ربیع الاول	شعبان المعظم
	رمضان		شوال	ذیعقدہ	رجب	ذی الحجہ	
۱	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ
۲	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ
۳	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ
۴	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ
۵	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ
۶	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
۷	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ

(موذن الاوقات)

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان